© rasailojaraid.com

حسنِ انتقاد

تبصرے کے لئے دو کتابوں کا آنا ضروری ہے

سید محمد ذوالکفل بخاری

نغماتِ ختمِ نبوت

ترتیب و تدوین: محمد طاہر رزاق

ضخامت: ۲۹۶ صفحات، قیمت ۹۰ روپے۔

ملنے کے پتے:

مکتبہ سید احمد شہید، الکریم مارکیٹ اردو بازار، لاہور۔

دفتر نقیب ختم نبوت، دار بنی ھاشم مہربان کالونی ملتان۔

"ختم نبوت" کے عنوان پر نعتیہ شاعری میں اور بالخصوص اردو کی نعتیہ شاعری میں ہمیں خاصا مواد مل جاتا ہے۔ اردو کی تخصیص اس لئے ہے کہ جس خطۂ ارض (برصغیر) میں یہ زبان پلی بڑھی، پھلی پھولی اور خوب پھیلی، بدقسمتی سے اسی خطہ میں ختم نبوت کے منکرین اور سارقین کے ایک ٹولے کو پلنے بڑھنے اور پھلنے پھولنے کے مواقع ملے۔ ایسے میں تردید، تعاقب اور محاسبہ کی صورت میں جو ردِ عمل مسلمانوں کی طرف سے سامنے آیا اس میں شعر و سخن اور ادب و انشاء کے ذرائع و وسائل کو ایک قابل لحاظ اہمیت حاصل تھی۔

یہ حقیقت ہے کہ قادیانیت کا ٹینٹوا دبانے میں جو مہارت اور جو توفیق ظفر علی خاں مرحوم کو میسر آئی، وہ اپنی مثال آپ ہے۔ علامہ اقبال کا تو رنگ ہی اپنا ہے۔ لیکن اقبال و ظفر پر ہی کیا موقوف، یہاں تو جس کا روئے سخن بھی قادیان کی طرف ہوا، اسی نے حق ادا کر دیا۔ ممکن ہے ایسی شاعری کے لئے آج کی زبان میں کوئی لفظ، کوئی اصطلاح اور آج کی تنقید میں کوئی خانہ، ہمارے نقادوں اور ادیبوں کو ڈھونڈنا دشوار ہو۔ لیکن یہ طے ہے کہ یہ شاعری رزمیہ بھی ہے۔ ہجو یہ بھی ہے اور مزاحمتی بھی! مستزاد یہ کہ بیک وقت علمی بھی ہے اور عوامی بھی!

"نغمات ختم نبوت" میں اکبر الہ آبادی، اقبال، ظفر علی خان، علامہ طالوت، شورش کاشمیری، سیف الدین سیف، ساغر صدیقی، امین گیلانی، قمر الحسنین، نعیم صدیقی، اور مظفر وارثی سمیت پچاس سے زائد شعراء کے کلام کو جس حسن و خوبی سے مرتب و مدوّن کیا گیا ہے اور جو اہتمام تزئین و طباعت کے لئے کیا گیا ہے۔ وہ بجائے خود قابل تحسین ہے۔ تحریک تحفظ ختم نبوت کے ہر کارکن کے لیے خاص طور پر اس کا مطالعہ ناگزیر ہے۔ جناب طاہر رزاق کی محنت قابلِ داد ہے مگر ایسا ہی بکھرا ہوا مواد جمع کر کے جلد دوم کی صورت میں شائع کرنے کی اشد ضرورت ہے۔

قرار دادِ مقاصد بنام سپریم کورٹ آف پاکستان

مؤلف: سردار شیر [illegible] صفحات [illegible]

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ناشر: الشریعہ اکیڈمی مرکزی جامع مسجد گوجرانوالہ۔

پاکستان کی اولین دستور ساز اسمبلی نے ۱۹۴۹ء میں ایک قرار داد منظور کی جسے قرار دادِ مقاصد کا نام دیا گیا۔ اس قرار داد کے ذریعے یہ طے کیا گیا کہ مملکت پاکستان کے اختیار و اقتدار کو اللہ تعالیٰ کی مقررہ حدود کے اندر مقدس امانت کے طور پر استعمال کیا جائے گا۔ اور پاکستان کے لئے ایک ایسا دستور مرتب کیا جائے گا جس کی رو سے جمہوریت، حریت، مساوات، رواداری اور عدلِ عمرانی کے اصولوں کی اسی طرح پاس داری کی جائے گی جس طرح اسلام نے ان کی تشریح کی ہے۔ نیز مسلمانوں کو اس قابل بنایا جائے گا۔ کہ وہ انفرادی اور اجتماعی طور پر اپنی زندگی کو قرآن و سنت کی متعین کردہ اسلامی تعلیمات و مقتضیات کے مطابق ترتیب دے سکیں۔ اسی قرار داد کے ذریعے اقلیتوں کے حقوق، عوام کے بنیادی حقوق، عدلیہ کی آزادی اور پسماندہ طبقات کے حقوق کے آئینی تحفظ کی بات طے کی گئی۔

اس قرار دادِ مقاصد کی منظوری، اپنی جگہ پر ایک اہم واقعہ ہے۔ یہ بات ریکارڈ پر ہے کہ دستور ساز اسمبلی کے اکثر مسلم لیگی زعماء نے بادلِ ناخواستہ بلکہ بعد از بہانۂ بسیار اس قرار داد کی منظوری دی تھی۔ اسی رویے کے تسلسل کے طور پر ۵۶ء، ۶۲ اور ۷۳ء، کے ملکی دساتیر میں اس قرار داد کو محض "دیباچے" کی حیثیت دی گئی۔ ۱۹۸۵ء میں شہید صدر ضیاء الحق نے آٹھویں ترمیم کے ذریعے اس قرار داد کو آئین کا حصہ بنادیا تو ایسے تمام لوگوں، قوتوں اور اداروں کی پریشانی اور الجھاؤ میں زبردست اضافہ ہو گیا۔ جن کی دستوری اور قانونی ترجیحات، تعبیرات اور تشریحات میں یہ قرار داد ہر گز اس برتر حیثیت کی مستحق یا سزاوار نہ تھی۔ چنانچہ سپریم کورٹ آف پاکستان نے کچھ ہی عرصہ پہلے اپنے ایک فیصلے میں یہ قرار دیا ہے کہ قرار دادِ مقاصد کو دستور میں کوئی فضیلت حاصل نہیں ہے۔ جب کبھی اس کا کسی دوسری دستوری دفعہ سے تصادم سامنے آئے گا تو عدالت یہ تصادم دور کرنے کے بارے میں خود بے بس ہو گی اور زیادہ سے زیادہ پارلیمان کو اس بارے میں متوجہ کر سکتی ہے عدالت عظمیٰ کے اس فیصلے کے خوفناک نتائج عدالت کی مبینہ بے بسی کی حقیقت اور عدالت کے طرز استدلال میں مضمر متعدد فنی و قانونی اسقام کی تفصیلی نشان دہی کے لئے لاہور ہائی کورٹ کے سینئر وکیل جناب شیر عالم خاں نے یہ مقالہ سپرد قلم کیا ہے۔ اور واقعہ یہ ہے کہ انہوں نے موضوع سے مکمل انصاف کیا ہے۔ اصل مقالہ انگریزی میں ہے جسے چودھری محمد یوسف ایڈووکیٹ نے بڑی کامیابی سے اردو میں منتقل کیا ہے اور الشریعہ اکیڈمی نے بڑے اہتمام سے چھاپا ہے۔ آخر میں ہم فاضل مقالہ نگار کی اپنے موضوع پر گرفت کی صرف ایک مثال نقل کرتے ہیں۔ وہ لکھتے ہیں۔

(آئین کے) آرٹیکل ۲۔ الف میں یہ الفاظ کہ "قرار داد مقاصد میں درج اصولوں کو انکی متابعت میں مؤثر کیا جائے گا"۔ کی مخاطب پارلیمان ہے یا مقننہ؟ صاف بات یہ ہے کہ پارلیمان قانون منظور کر سکتی ہے۔ منظوری کے بعد اس میں ترمیم اور تنسیخ کر سکتی ہے۔ مگر اس کو مؤثر بنانا مقننہ کا دائرہ کار نہیں یہ کام عدلیہ کا ہوتا ہے۔ چنانچہ آرٹیکل ۲۔ الف کے محولہ بالا الفاظ کا تخاطب لامحالہ عدلیہ سے ہی ہے۔

© rasailojaraid.com